بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صفائی ستھرائی؛ دین کا حصہ

از مولانا عمار لمباڈا صاحب زید فیضہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ أَجْمَعِیْنَ وَمَنْ دَعَا بِدَعْوَتِہِمْ إِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ. أَمَّا بَعْدُ!

فقد قال اللہ تبارك وتعالیٰ في کتابه العزیز: أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ﴿۲﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴿۳﴾ وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿۴﴾ وقال تعالیٰ: وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤی اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَالْعٰكِفِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ وقال تعالیٰ: لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ ؕ فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ صدق اللہ العظیم.

تعریف اُس خدا کی جس نے جہاں بنایا

میرے محترم دوستو اور بھائیو!

اللہ تعالیٰ نے دنیا اور کائنات کا جو نظام بنایا ہے، وہ بہت ہی عجیب وغریب ہے، اِس کائنات میں ہم سب سے الگ ہیں، لیکن یہ کائنات ہمیں جو پیغام دے رہی ہے، وہ بہت عظیم پیغام ہے، کائنات کا ہر ذرّہ ہمیں کچھ کہتا ہے، ہمیں کچھ سکھاتا ہے، مسئلہ یہ ہے کہ ہم اُن آوازوں کو سُن نہیں سکتے، اللہ تعالیٰ نے اِس دنیا میں ایسی بہت سی باتیں پھیلا دیں ہیں، جن کے پاس آوازیں نہیں ہیں، لیکن سمجھنے والے اُن آوازوں کو سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ خود قرآن میں کہتا ہے: آسمانوں میں غور کرو، زمین میں غور کرو، ستاروں پر غور کرو، اللہ تعالیٰ

کیسے زمین سے درخت اُگاتا ہے! اللہ تعالیٰ نے کس طرح پہاڑوں کو زمین پر گاڑ دیا! قرآن کہتا ہے: اِنَّ فِی ذَالِكَ لَآيَةً اس میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

ہمارا سسٹم: اچھائی لو؛ برائی نکالو

میں آپ سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کائنات کا نظام کیا ہے؟ کبھی آپ نے غور کیا؟ میں اور آپ سانس لیتے ہیں، جو سانس ہم اپنے اندر لے رہے ہیں وہ خالص ہوا ہے، وہ اوکسیجن ہوتی ہے، لیکن جو ہوا ہم باہر نکالتے ہیں وہ ہم گندی بنا کر نکالتے ہیں، ہمارا یہ سسٹم اللہ نے ایسا بنایا ہے کہ ہم اچھی چیزیں کائنات سے لے رہے ہیں اور بُری چیزیں باہر نکال رہے ہیں، ہم اچھی سے اچھی غذا کھاتے ہیں؛ لیکن جو چیز باہر نکلتی ہے، وہ دنیا کے لیے گندگی ہے، ہم اللہ کا بنایا ہوا بہترین پانی پیتے ہیں، لیکن جو چیز ہم خارج کرتے ہیں، وہ ایک ناپاکی ہے، یہ ہمارا سسٹم ہے۔

کائنات کا سسٹم: برائی لو، اچھائی نکالو

کائنات کا سسٹم کیا ہے؟ جو درخت ہم لگاتے ہیں، وہ ہماری گندی ہواؤں کو لے لیتا ہے اور اُن کو پاکیزہ بنا دیتا ہے، میرے اور آپ کے سانس لینے کے لائق بناتا ہے، جو گندگیاں ہم خارج کرتے ہیں، سورج کی تپش اُن کو سُکھا دیتی ہے، زمین اُن کو اپنے اندر مِلا کر ختم کردے گی، اور وہ پھر سے پاک ہوجائے گی، ہم اُس پر نماز پڑھ سکتے ہیں، یہ کائنات کا نظام ہے۔

کائنات کا نظام "گندی چیزوں کو پاکی میں تبدیل کرنا" ہے: اگر کوئی غلط چیز آتی ہے، تو اُس کو اچھا بنا دینا۔ میرا اور آپ کا نظام کیا ہے؟ اچھی چیزوں کو بُرا بنا دینا۔ اللہ ہم سے

یہی چاہتا ہے کہ اگر وہ فطری ہیں تو ٹھیک ہے، لیکن کائنات کی دوسری چیزوں کے ساتھ تمہارا جینے کا رویہ یہی ہونا چاہیے، کسی کی گالی آئے، تو وہ دعا میں بدل جائے، کسی کا پتھر آئے، تو وہ دُعا میں بدل جائے، ہم کوئی نقصان دہ چیز نہ بنائیں، یہ اللہ مجھ سے اور آپ سے چاہتا ہے۔

بڑا پیغام

سب سے بڑا پیغام کیا ہے؟

اس کائنات کی کوئی چیز میرے اور آپ کے لیے گندگی تیار نہیں کرتی؛ بلکہ گندگیوں کو ختم کر دیتی ہے، پاکیزہ چیز تیار کر دیتی ہے، اگر ہم زمین میں گندگی ڈالتے ہیں تو وہ درختوں کو مزید اچھا اُگاتی ہے، وہ درخت اچھے پھل دے گا، ہم کہتے ہیں کہ اِس کو تو کھاد مل گیا، نہیں! اس کو کھاد نہیں ملا، خدا نے یہ نظام بنایا ہے کہ انسان سمجھے کہ گندگی پھینکنے کی چیز نہیں ہے؛ اس کو مِٹا دینا چاہیے، زمین اس کو اپنے اوپر لیتی ہے اور مِٹا دیتی ہے، سورج کی تپش اُس کو ختم کر دیتی ہے، یہ کائنات کا نظام ہے۔

اب ہم ذرا اپنے آپ کو سوچیں! ہم اُس نظام میں جی رہے ہیں، جہاں ہم ہر اچھی چیز کو بُرا بنانے کی کوشش کر رہے ہیں، اگر ہم زبان سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں، تو اسے بُرا بنانے کی کوشش کرتے ہیں، اگر ہم گھر میں ہیں تو چیزوں کو اِدھر اُدھر پھینکنے کی کوشش کرتے ہیں، اگر ہم کہیں اور ہیں، تو گندگی مچانے کی کوشش کرتے ہیں، یہ خدا کے نظام کے بالکل برخلاف ہے، اللہ کو یہ نظام پسند ہی نہیں ہے، میں نے قلم جیب میں رکھا ہے، یہ ایک نظام ہے، یہاں نہ رکھوں، کہیں اور رکھوں، یہ قدرت کے نظام کے خلاف ہے۔

اللہ ہمیں یہ بتاتا ہے سورج کو ہم نے ایک خاص جگہ پر رکھا ہے، وہ اُسی جگہ موجود ہے، وہ روزانہ اُسی جگہ سے نکلتا ہے، اُس کی جگہیں متعین ہیں ، یہاں سے نکلے گا، وہاں غروب ہوگا۔

زندگی جینا اور زندگی گزارنا

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ اللہ نے دو مشرق بنائی ہیں، سورج یہاں سے نکلے گا، بس اُس کی ایک حد ہے، وہاں غروب ہوگا، اُس کی بھی ایک حد ہے، ہر ستارے کی اپنی ایک حد ہے، وہ وہیں کام کرے گا۔ ہاں! انسان کو کچھ پتا نہیں ہے، چپل کہاں رکھنی ہے، اس کے لیے ایک جگہ ہے، لیکن وہاں نہیں رکھے گا، ہم کائنات کے نظام کے خلاف چل رہے ہیں، گندگی کی جگہ معلوم ہے، اس کے لیے جگہیں متعین ہیں؛ لیکن انسان وہاں نہیں رکھے گا، یہ کائنات کے نظام کے خلاف ہے، ہم اُس نظام کا حصہ بننا چاہتے ہیں جو نظام خدا کے نظام سے الگ ہے، انسان ایسے نظام میں ''جی'' نہیں سکتا ہے، زندگی گزار سکتا ہے، ''زندگی گزارنا'' الگ ہے اور جینا الگ ہے، ایک اچھا انسان نہیں جی سکتا ہے۔

میں یہ حقیقت کہہ سکتا ہوں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی گزاری نہیں؛ بلکہ جی کر کے دکھائی ہے، اللہ نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلی وحی میں پڑھنے کا حکم دیا، دوسری وحی کے موقع سے آپ تھوڑے ڈرے اور سہمے ہوئے تھے، گھر میں سو رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ اے کمبل اوڑھ کر سونے والے! کھڑے ہو جایئے، سونے کا وقت نہیں ہے، جاگنے کا وقت ہے، آپ کو تو نبی بنایا گیا ہے، اب آپ سوئیں گے نہیں، آپ کام کریں گے، پہلے ہی سکھایا گیا کہ کام کرنا پڑے گا، زندگی میں ہم آرام کے لیے نہیں آئے

ہیں، کام کرنا؛ جینا ہے، آرام کرنا؛ زندگی گزارنا ہے، ایک مقصد کے لیے جینا ہے، آپ نبوت ورسالت کے لیے جیتے ہیں، آپ کو ایک بڑے مقصد کے لیے جینا ہے، اِدھر اُدھر گھوم کر وقت گزارنا، یہ زندگی گزارنا ہے۔ آپ کو پہلے ہی سے سکھایا گیا ہے کہ زندگی گزارنا نہیں ہے، جی کے دکھانا ہے، آپ کو قوم کے لیے نمونہ بنایا گیا ہے، فَاَنْذِرْ لوگوں کو ڈرائیے! کھڑے ہوجائیے! وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ اپنے رب کی بڑائی بیان کیجیے۔

ظاہر بھی پاک، باطن بھی پاک

پھر ایک اہم بات بتائی: وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ بہت بڑی بات بتائی کہ آپ اپنے کپڑوں کو پاک کیجیے، کپڑوں کا نبوت سے کیا لینا دینا ہے؟ لیکن یہ سکھایا گیا کہ جیسے آپ کا باطن پاک ہے، اِسی طرح آپ کا ظاہر بھی پاک ہونا چاہیے، آپ نبی ہیں، آپ کے کپڑے گندے نہیں ہونے چاہیے، آپ کے کپڑوں پر ناپاکی نہیں ہونی چاہیے، دھبے نہیں ہونے چاہیے، اللہ کے رسول ﷺ نے ایسا ہی کر کے دکھایا۔ آپ مسجد آرہے ہیں، نماز پڑھا رہے ہیں، پوری کائنات کے سردار ہیں، لیکن آپ کے کپڑے پھٹے ہوئے ہیں، پیوند لگے ہوئے ہیں؛ لیکن کسی سے یہ منقول نہیں کہ رسول ﷺ کے کپڑوں پر کہیں دھبہ ہے، آپ کی باتیں اٹھا کر پڑھ لیجیے، حدیث کی کتابیں پڑھ لیجیے، اللہ کا حکم ہے: وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے، صاف رکھیے، اللہ کے رسول ﷺ نے زندگی جی کر دکھائی، میرے کپڑے پھٹے ہوئے ہوسکتے ہیں، دس جگہ پیوند لگے ہوسکتے ہیں، لیکن گندے ہوں؛ یہ ناممکن ہے، کیوں کہ رب کا حکم ہے۔

ہر ایک کی اپنی حیثیت ہے، اچھے کپڑے میں ہر انسان آجائے، یہ تو ناممکن ہے،

پھٹا ہوا پہن سکتا ہے، پیوند لگا ہوا پہن سکتا ہے، دس جگہ سے پھٹا ہوا پہن سکتا ہے۔ غزوۂ موتہ کا موقع ہے، اللہ کے رسول ﷺ کو بہت دور کا سفر کرنا ہے، بہت بڑے لشکر سے لڑنا ہے، اپنے زمانے کی سب سے بڑی طاقت رومن ایمپایر سے لڑنا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا: جتنے سے بھی مدد کر سکتے ہو کرو، حضرت عثمانؓ نے بہت بڑی مدد کی، حضرت عمرؓ گھر کا آدھا سامان لے کر آ گئے، حضرت ابوبکر صدیقؓ گھر کا پورا سامان لے کر آئے، اپنے کپڑے بھی اتار کر اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر کر دیے، خود ٹاٹ پہنا، جس سے چٹائی بنائی جاتی ہے، جس میں اناج بھرا جاتا ہے، اُس کو بند کرنے کے لیے بٹن نہیں تھے، تو کانٹے لگائے، آپ تاریخ اٹھا کر دیکھیں، وہ بوریا تو تھا؛ لیکن گندا نہیں تھا، وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ یہ حضور ﷺ کو پہلا حکم دیا گیا ہے، کام کرنا ہے، پاک صاف رہنا ہے۔

ناپاک نہیں؛ خدا سے دور:

تیسرا حکم آیا: کتنی اہم چیز ہے! ہم لوگوں سے ملتے ہیں، اگر اُن سے کہا جائے کہ مسجد آجایئے! فجر کی دو رکعت آپ کی باقی ہے، پڑھ لیجیے، عصر کی باقی ہے پڑھ لیجیے، تو کہتے ہیں: مولانا! پھر پڑھ لیں گے۔ ابھی میں ناپاک ہوں، آپ ناپاک نہیں ہیں! آپ اپنے خدا سے دور ہیں، اپنی جنّت سے دور ہیں، میں اپنے الفاظ نہیں کہہ رہا ہوں، جناب محمد رسول اللہ ﷺ ایک جگہ سے گذرے، آپ نے وہاں رُک کر قبر والے کے لیے دعا کی، پھر صحابہؓ سے بتایا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا تھا؟ اُنھوں نے کہا: "الله ورسوله أعلم" اللہ اور رسول زیادہ جانتے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کو پیشاب کے قطروں سے نہ بچنے کی وجہ سے قبر کا عذاب ہو رہا تھا، یہ ہے ناپاکی! ہم کتنے ہلکے میں بول

دیتے ہیں کہ میں ناپاک ہوں، ارے! آپ کو پتا ہے کہ اس کی وجہ سے قبر میں عذاب ہوتا ہے، اللہ کو پیشاب کے قطرے ہمارے جسم پر اور ہمارے کپڑوں پر لگنا اتنا ناپسند ہے کہ اللہ جنّت سے محروم کر دیتے ہیں، قبر کا عذاب ہوتا ہے، ہم گندے اور ناپاک رہنے کو سمجھتے ہی نہیں!!

بہ ظاہر ہم بہت صاف ستھرے رہتے ہیں، اس سے منع نہیں کہ ہمارے کپڑے صاف ستھرے رہتے ہیں، لیکن ناپاکی سے ہم بہت کم بچتے ہیں، صفائی ستھرائی تو اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں بتائی ہے، وہ صرف کپڑوں کی نہیں ہے، کپڑوں کی صفائی تو تقریباً سب کی ہوتی ہے، کون چاہتا ہے کہ گندا رہے! لیکن صاف ستھرے رہنے والے لوگ بھی اِس دنیا میں بہت گندگی مچاتے ہیں، جو اللہ کو سخت ناپسند ہے، کون سی گندگی؟ اللہ کے رسول ﷺ جب مدینہ آئے، تو آپ نے صحابہؓ سے فرمایا: "طَهِّرُوْا أَفْنِيَتَكُمْ، فَإِنَّ الْيَهُودَ لَا تُطَهِّرُ أَفْنِيَتَهَا" (اپنے گھر کے آنگن کو صاف رکھو! اس لیے کہ یہود صفائی نہیں کرتے)[۱] یہود کی مخالفت کرو، وہ گندے رہتے ہیں، آپ کو صاف ستھرا رہنا ہے، ان کے گھر گندے ہیں، آپ کا گھر صاف ہونا چاہیے، ان کے گھر کا آنگن گندا ہے، آپ کے گھر کا آنگن صاف ہونا چاہیے، کیوں کہ آپ خدا کے نام لیوا ہیں۔ اور ہمارا خدا کون ہے؟

خدا کا جو محبوب بن جائے......

ایک مثال سے بتاتا ہوں: اگر ہم میں سے کسی کو کسی کے ساتھ محبت ہوتی ہے، تو ہم اُس کو پانے کے لیے جتنے جتن ہو سکتے ہیں؛ سب کر ڈالتے ہیں، اپنے سماج سے لڑ لیتے ہیں،

---

(۱) المعجم الأوسط للطبراني (٤/ ٢٣١) ط: دار الحرمين، القاهرة.

اپنے گھر والوں سے لڑ لیتے ہیں، وہ ایک نامکمل محبت ہے جو موت پر ختم ہو جائے گی، لیکن اُس کو پانے کے لیے ہم ساری حدیں پار کر ڈالتے ہیں، اس دنیا کی اگر کوئی کامل محبت ہو سکتی ہے تو وہ ایک بندے کی اپنے خدا سے محبّت ہے، یہ دائمی اور ابدی محبت ہے۔"مجھے خدا سے محبت ہے" یہ میرا دعویٰ ہو سکتا ہے، لیکن اگر میرا خدا یہ کہے کہ مجھے اِس بندے سے محبت ہے، یہ دعویٰ تو غلط نہیں ہو سکتا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ مجھے دو لوگوں سے محبت ہے: (۱) جو بار بار اللہ سے توبہ کرتے ہیں۔ جو زیادہ ہاتھ اٹھاتے ہیں، ان سے دعا کی درخواست کیجیے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ خود کہہ رہا ہے کہ مجھے ایسے لوگوں سے محبت ہے، اور اللہ اپنے محبوب کی بات ضرور سنے گا۔ (۲) جو پاک اور صاف ستھرے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑی بات ہے۔

شاید میرے کہنے کے لیے آسان ہو، آپ کے سننے کے لیے آسان ہو، لیکن اللہ رب العزت یہ کہہ رہا ہے: اللہ کو اُن لوگوں سے محبت ہے جو صاف ستھرے رہتے ہیں، اچھے رہتے ہیں، جن کے گھر صاف ہوں، جن کا آنگن صاف ہو، جن کا جسم صاف ہو، جن کے کپڑے صاف ہوں اور جن کے محلے صاف ہوں۔

پاکی آدھا ایمان

جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ" (پاک صاف رہنا؛ آدھا ایمان ہے)[۱] کوئی معمولی چیز نہیں ہے، اس کی اہمیت دیکھیے! آپ اور

---

(۱) مسند أحمد (۳۷/ ۵۳٦) [ط: مؤسسة الرسالة، بيروت]، صحيح مسلم (۱/ ۲۰۳) [ط: دار إحياء التراث العربي، بيروت].

میں مسجد آئے، کیا ہم ایسے ہی آ گئے؟ گندے کپڑے پہن کر آ گئے؟ ناپاکی کی حالت میں آ گئے ہیں؟ کیا یہ ممکن ہوسکتا ہے؟ اگر آپ میں سے کسی کو پتا چلے کہ میرا جسم ناپاک ہے، تو کیا آپ مجھے اندر آنے دیں گے؟ میرا ہاتھ پکڑ کر باہر کر دیں گے، کیوں؟ اللہ کا گھر ہے، پہلے وضو کرنا ہے، پاک صاف ہو کر خدا کے سامنے آیئے! تو خدا قبول کرے گا، ورنہ قبول نہیں کرے گا، اس مسجد میں آنے کے لیے صفائی ستھرائی ضروری ہے۔

میں جب اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کے لیے اپنے ہاتھ اٹھاؤں گا، تو سوچوں گا کہ یہ زمین پاک ہے یا نہیں؟ اگر پاک ہے تو خدا کے سامنے کھڑا ہوسکوں گا، اگر زمین پاک ہے تو اپنا جسم دیکھوں گا، کہ وہ پاک ہے یا نہیں؟ اگر پاک ہے تو میں خدا کے سامنے کھڑا ہو سکوں گا، پھر سوچنا پڑے گا کہ کپڑے پاک اور صاف ہیں یا نہیں؟ اگر وہ صاف ستھرے اور پاک ہیں، تو خدا کے سامنے کھڑا ہوسکوں گا، ان میں سے کوئی ایک چیز ناپاک اور گندی ہوگئی، تو میں اپنے رب کے سامنے اس مسجد میں بھی کھڑا نہیں ہوسکتا۔

اب سوچیے! پوری دنیا میں جب تک ہم جیتے ہیں گندگی مچاتے رہتے ہیں، پھر خدا کے دربار میں کھڑے ہونے کی جرأت کریں گے، تو کیا ہم کو وہاں کھڑا رہنے دیا جائے گا؟ مسجد میں تو ہم ناپاکی کی حالت میں کھڑے نہیں ہوسکتے، تو کل قیامت کے دن ہم خدا کے سامنے کون سا منہ لے کر کھڑے ہوسکتے ہیں؟ بغیر وضو کے آیا، یعنی کون سا وضو؟ جو اصل وضو ہے زندگی کا، جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتلایا گیا ہے، وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴿٣﴾ وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ پاک صاف رہیے، یہ وضو زندگی بھر ہونا چاہیے، اس لیے ہماری جو ظاہری صفائی ستھرائی ہے، اس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

حدیث کا مفہوم ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص وضو پر مداومت کرتا ہے، یعنی باوضو رہتا ہے، میں اُس کے ایمان کی گواہی دیتا ہوں۔ یہ صفائی ستھرائی ہے۔ اس لیے کہ آپ خود فرما رہے ہیں: "الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ" (صاف ستھرا رہنا آدھا ایمان ہے) تو آپ فرماتے ہیں کہ جو وضو کے ساتھ رہتا ہے میں اس کے ایمان کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ مومن ہے۔ لیکن اُس وقت افسوس ہوتا ہے جب ہم اپنے مسلم محلے میں جاتے ہیں، ہمیں وہاں ایمان کی بُو نہیں آتی، وہاں گھستے ہی ہمیں بدبو آتی ہے، جس محلے میں بدبو آتی ہو، وہاں ایمان کی بُو کیسے آسکتی ہے! ہم نے تو گھر کے باہر محلے کی شروعات ہی گندگی سے کی ہے، ہم سب اپنے گھر کا کچرا بالکل محلے میں پھینک دیتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: "إماطتُهُ الأذى عن الطَّرِيقِ صدقَةٌ" (راستے سے گندگی ہٹاؤ گے تو صدقے کا ثواب ملے گا)(١) اب میں اور آپ راستے میں گندگی لا کر پھینک دیتے ہیں، یہ صدقے کا اُلٹا ہے، گناہ اپنے سر لے رہے ہیں۔

اور جو گندگی کی تھیلیاں ہم پھینکتے ہیں، وہ گندگی نہیں ہے، اس لیے کہ ہمارے رسول ﷺ نے فرمایا: صفائی ستھرائی آدھا ایمان ہے، تو ہم اپنا آدھا ایمان پولیتھین میں بند کر کے پھینک دیتے ہیں، لوگوں کو گزرنے میں تکلیف ہوتی ہے، ایک مومن کو تکلیف پہنچانا جائز ہے!! ہرگز جائز نہیں ہے۔

صفائی: میری ذِمّے داری

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: مجھے عطر سے محبت ہے، اس میں خوشبو ہے، تو

(١) سنن أبي داود (٧/ ٥٢٦، ٢/ ٤٦٠) ط: دار الرسالة العالمية.

مطلب یہ نکلا کہ آپ کو گندگی اور بدبو سے نفرت ہے، ہمیں کوئی لینا دینا نہیں، ہم تو ناک بند کر کے گزر جائیں گے، لیکن ہم کسی کو کہہ نہیں سکتے، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کسی اور کی ذِمّے داری ہے، نہیں! صفائی ستھرائی مومن کی اپنی ذِمّے داری ہے، میں اگر مومن ہوں، تو میری ذات کو صاف رکھنا میری ذِمّے داری ہے، اگر میں گھر بار لے کر بیٹھا ہوں، تو میرا گھر بار صاف ہو، یہ میری ذِمّے داری ہے، اگر میں کسی محلے میں رہتا ہوں، تو میری یہ ذِمّے داری ہے کہ میرا محلہ صاف ستھرا ہو، اگر میں یہ نہیں کر سکتا تو میں ذِمّے داروں کو بتلا سکتا ہوں کہ آپ ذِمّے دار ہیں، آپ بڑے ہیں، آپ اسے ہٹوائیے، اگر چھوٹی موٹی گندگی ہے، تو آپ خود اسے اٹھا کر سائڈ پر کر دیجیے۔ اس لیے کہ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں: ''یہ صدقہ ہے''، تکلیف دہ چیزوں کو راستے سے ہٹانا صدقہ ہے، ہم صدقہ تو دے سکتے ہیں، لیکن یہ صدقہ بڑا مشکل ہے، کوئی اسے نہیں اٹھاتا، اس لیے کہ اس کو ثواب سمجھا ہی نہیں، ہم خود اس گناہ میں ملوث ہیں، صبح سے شام تک جہاں چاہتے ہیں تھوک دیتے ہیں، اگر بلغم آجاتا ہے اور تھوکنے کی نوبت آتی ہے، تو اسے ویسا ہی مت چھوڑو، اس پر مٹی ڈال دو، یہ صفائی ستھرائی میرے رسول ﷺ سکھا رہے ہیں۔

مسلم محلے: مطلب......

ہم گاڑی سے تھوک دیتے ہیں کون آ رہا ہے کون جا رہا ہے، ہمیں اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہوتا، ایک صاحب نے تھوک دیا اور میرے کپڑے رنگین کر دیے، اور کہا: مولانا! معاف کرنا، میں نے کہا: میں تو معاف کر دوں گا، لیکن آپ جو گندگی مچا رہے ہیں، اس کے

لیے آپ خدا سے معافی مانگیے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو تو یہ پسند نہیں ہے، میرے رسول ﷺ کو یہ پسند نہیں ہے، ایک چھوٹی سی گندگی کی خاطر ہم اپنے ایمان کا سودا کر رہے ہیں، ہمارے ذِمّے یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے، جس کو ہم نے بہت ہلکے میں لے لیا ہے، بلکہ یہ ہماری پہچان بن چکی ہے کہ مسلم محلے مطلب گندے محلے۔

اُلٹی ہی چال چلتے ہیں

ہماری پہچان کیا تھی؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہود کی پہچان گندگی ہے، ہماری پہچان صفائی ستھرائی ہے، ہم الٹے چلے گئے، تو ہمارے حالات الٹے چلے گئے، ظاہر سی بات کہ جب الٹے چلیں گے، تو منزل پر کب پہنچیں گے؟ کبھی نہیں پہنچیں گے، مجھے راندیر کی طرف جانا ہے، اگر میں اِدھر کے بہ جائے اُس طرف نکل پڑوں، تو کب وہاں پہنچوں گا؟ کبھی نہیں! ہم الٹے چل پڑے ہیں، ہم نے زندگی کے رُخ کو موڑ دیا ہے، اور ہم چاہتے ہیں کہ کسی اور جگہ سے زندگی کے رُخ کو صحیح کر کے جنّت تک پہنچ جائیں گے، یہ نہیں ہوسکتا۔

دنیا کو جنّت بناؤ !!!

جنّت کیا ہے؟ جنّت صفائی ستھرائی کا اعلیٰ معیار ہے، کیا آپ نے کوئی ایسی حدیث سنی ہے، یا قرآن کی کوئی آیت سنی ہے، جس میں ایسا محسوس ہوا کہ جنّت میں کہیں کوئی گندگی ہو؟ وہاں تو دودھ کی نہریں بہہ رہی ہوں گی، پانی ایسا کہ اوپر سے نیچے تک نظر آئے، کہیں کوئی گندگی نہیں ہے، شہد کی نہریں ہیں۔

گندگی کی جگہ جہنم ہے، جہاں بدبو ہے، سانپ بچھو ہیں، کانٹے ہیں، سزائیں ہیں، انسان کے جسم سے رستا ہوا خون ہے، پیپ ہے۔ ہم دنیا کو جہنم بنا کر آخرت کی جنّت کی امید رکھیں، تو یہ ویسا ہے جیسے گھر کے باہر ایک ببول کا درخت لگا کر اُس سے آم کی امید لگائیں، یہ ناممکن ہے۔ دنیا کو جنّت بناؤ، تاکہ وہ جنّت ہم سے مانوس رہے، ہم سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے، ہماری گندگی کسی کے پیروں میں نہ آئے، ہماری گندگی سے کسی کی ناک میں بدبو نہ جائے، یہ زندگی ہے، اسے جینا سیکھنا ہے۔

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیں زندگی جینا سکھا کر گئے ہیں، ہم نے سمجھ لیا ہے کہ ہمارا اِسلام صرف مسجد کی حد تک ہے، نماز پڑھ لینا ہے، رمضان آئے تو روزے رکھ لینا ہے، نہیں! اسلام زندگی کے ہر پَل کا نام ہے، کیسے سوئیں؟ کیسے جاگیں؟ کیسے چلیں؟ اسلام یہ سب کچھ سکھاتا ہے۔

ہاں! رسول یہ بھی سکھاتے ہیں......

حضرت عمرؓ سے ایک یہودی نے کہا: ارے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو پیشاب کرنا بھی سکھاتے ہیں! کہا: یہی تو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کمال ہے کہ وہ ہمیں پیشاب کرنا بھی سکھاتا ہے، ہم تمہاری طرح نہیں ہیں کہ کہیں بھی کھڑے ہو کر پیشاب کر دیں، گندگی کر دیں، ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیں سکھاتے ہیں: "اتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ قَالُوا: وَمَا اللَّاعِنَانِ؟ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ فِي ظِلِّهِمْ" (دو ایسے شخص جن پر اللہ کی لعنت ہوئی ہے، تم ایسا نہ بنا، صحابہ نے دریافت فرمایا: وہ دو کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو راستوں کے کنارے پر گندگی کرتے ہیں یا جو درختوں کے سائے میں گندگی کرتے

ہیں)(۱) بہت سخت الفاظ ہیں! کیوں کہ مسئلہ ہی اتنا سخت ہے، کیا یہ اسلام نہیں ہوا؟ یہی تو اسلام ہوا، اور ہم راستوں میں کچرا پھینک دیتے ہیں، کیا اسلام یہی ہے؟ کیا یہ ملعون بننا نہیں ہے؟ ہم یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ صرف شیطان ملعون ہے، اللہ کے رسول ﷺ فرما رہے ہیں: ایسے ملعون مت بننا! ہم تو پاک وصاف ستھرے لوگ ہیں۔

ہم وہ لوگ ہیں کہ جنہیں کل قیامت کے دِن پیشانی سے پہچان لیا جائے گا کہ یہ مومن ہیں، اللہ کے نبی ﷺ کے اُمتی ہیں، پیشانی وضو کے نور سے چمکے گی، کہ ہم پاک صاف رہے، ہم نے دن رات میں پانچ مرتبہ اپنے جسم کو پاک صاف کیا، ہم ایسے نہیں ہیں کہ صبح کو نہا کر نکلے ہیں، تو اس کے بعد شام میں گھر پہنچیں گے تو منہ ہاتھ دھو کر سو جائیں گے، ہم وہ لوگ نہیں، ہم کم از کم پانچ مرتبہ اپنا منہ صاف کرنے والے ہیں۔

پیاز اور لہسن سے احتیاط

آپ ﷺ مدینۂ طیبہ میں حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر پر رہتے تھے، جب آپ شروع میں مکہ سے تشریف لائے تھے، اُس وقت نیچے رہتے تھے، حضرت ابوایوب انصاریؓ اوپر رہتے تھے، حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر جو کھانا پکتا، وہ پہلے حضور ﷺ کے لیے بھیج دیتے تھے، تاکہ اللہ کے رسول ﷺ پہلے کھائیں، اور جو بچ جاتا اُسے تبرک کے لیے وہاں سے کھاتے تھے، جہاں سے اللہ کے رسول ﷺ نے کھایا۔ ایک دن اللہ کے رسول ﷺ نے کھانا واپس کر دیا، انہوں نے دیکھا کہ ہمارے رسول ﷺ نے آج کچھ کھایا نہیں ہے، بعد میں کسی ملاقات پر انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! فلاں دن ہم نے

---

(۱) مسند أحمد (١٤/ ٤٤٣) ط: مؤسسة الرسالة، بيروت.

کھانا بھیجا تھا، آپ نے کھایا نہیں! بات کیا تھی؟ تو ہمارے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: آپ نے جو پکایا تھا، اُس میں کچی پیاز اور لہسن تھا، جس کے کھانے سے منہ سے بدبو آتی ہے، اور میں اپنے رَب سے باتیں کرتا ہوں، مجھے یہ بات منظور نہیں کہ میرے منہ سے کوئی بدبو نکلے اور اُس کی وجہ سے کسی فرشتے کو تکلیف ہو۔ کتنا احتیاط ہے!

مسجد میں کیسے آئیں؟

ہم مسجد آتے ہیں، اپنے رب سے بات کرنے ہی تو آتے ہیں، اور ہمارے منہ کیسے ہوتے ہیں؟ اس لیے ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے اپنی اُمت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا، تو میں مسواک کو لازم قرار دیتا، جب یہ بندہ اپنے رب سے بات کرنے آیا، تو اُس کے دانت صاف ہونے چاہیے، اس کے منہ میں بدبو نہیں ہونی چاہیے۔ وہ اپنے رَب سے بات کر رہا ہے، لیکن ہم تو کچھ بھی کھاتے رہتے ہیں، جس پر خود لکھا ہے کہ اُس میں کینسر ہے، اور ہم اس سے اپنا منہ لال کیے بیٹھے ہیں، وضو خانہ بھی خراب کر دیتے ہیں، اور پھر کلی کر کے آجاتے ہیں، ہمیں پتا ہی نہیں ہے کہ ہمارے منہ سے بدبو آرہی ہے، کسی کو تکلیف ہو رہی ہے، کسی کو خوشی ہو رہی ہے۔

کبھی کبھی تو ہم اس طرح آجاتے ہیں کہ اڑوس پڑوس والوں کو بھی تکلیف ہوجاتی ہے، اگر ہمارا کام محنت مزدوری کا ہے تو اپنے پاس خوش بو رکھیں، اور اسے کم از کم نماز کے وقت لگالیا کریں، کسی کو تکلیف تو نہیں ہوگی، ہم اللہ کے گھر میں آئے ہیں، اللہ کو راضی کرنے آئے ہیں، کسی کو ناراض کر کے اور کسی کو تکلیف دے کر ہم اپنے خدا کو کیسے راضی کر سکتے ہیں!

محلے میں گندگی پھینک کر مسجد میں حاضر ہو رہے ہیں، وہاں لوگوں کو تکلیف ہو رہی ہے، اور ہم یہاں خدا سے کہہ رہے ہیں: ہمیں معاف کر دے! یہ کیسے ممکن ہے!! زندگی کو پاک صاف بنائیں۔

جب مسجدِ قبا بنی تو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ان لوگوں کی تعریف کی: لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ (التوبة: ١٠٨) وہ ایک ایسی مسجد ہے جس میں نماز پڑھنے کے لیے جانا چاہیے، ایسے نمازی وہاں نماز پڑھتے ہیں جن کو پاکی اور صفائی ستھرائی بہت پسند ہے، اللہ تعالیٰ تعریف فرما رہے ہیں۔

جب کعبۃ اللہ بن گیا تو اللہ تعالیٰ نے دونوں نبیوں کو کیا حکم دیا: وَ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ ہمارے گھر کو پاک صاف رکھنا، اللہ تعالیٰ کو اس کی کتنی اہمیت ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں سے فرما رہے ہیں کہ ہمارا گھر پاک صاف رکھنا، نبی ضرور اُس کو پاک صاف رکھتا، پھر بھی اللہ تعالیٰ حکم دے رہے ہیں، تاکہ لوگ سمجھیں کہ اللہ کا گھر بھی پاک صاف ہو۔

ہمارا گھر بھی پاک صاف ہو، ہمارے محلے بھی پاک صاف ہوں اور ہر چیز پاک اور صاف ستھری ہو، اللہ تعالیٰ سب سے پہلے مجھے ان باتوں کو سمجھنے اور عمل کی توفیق سے نوازے۔ اور تمام لوگوں کو اس کے سمجھنے اور اس پر عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا أن لحمد لله رب العالمين